> اس قسم کے سلسلۂ مضامین سے مسائل کی تنقیح، فکر و بحث اور تحقیق و تفحص کے جذبات کی حوصلہ افزائی ہوتی ہے، اس لیے دونوں جانب کے نقطۂ نظر نذرِ قارئین کر دیئے جاتے ہیں ــــــ (الحق)

نظامِ تعلیم میں بنیادی تبدیلی کی ضرورت

وطنِ عزیز میں پست شرحِ خواندگی کا رونا ہر حکومت کے دور میں رویا جاتا رہا ہے۔ لیکن اس ضمن میں کئے جانے والے اقدامات اکثر و بیشتر ناکام و نامراد رہے ہیں اور تعلیم کے نام پر حاصل کئے جانے والے قرضے ہماری شرحِ خواندگی کو بڑھانے کی بجائے شرحِ سود کو بڑھانے کا ذریعہ بنتے رہے ہیں۔ خواہ وہ "تعلیم بالغاں" کا پروگرام ہو یا "نئی روشنی" پروگرام نتیجہ صفر سے آگے نہیں بڑھ سکا اور بالآخر ان پروگراموں کی ناکامی پر ہزیمت کر کے انہیں کالعدم کر دیا گیا اس لئے شرحِ خواندگی بڑھانے کے لئے کوئی قدم اٹھانے سے پہلے اس بات کی تحقیق کرنی چاہئے کہ بیرونی ممالک سے درآمد شدہ خواندگی کے پروگرام ہمارے ہاں اب تک کیوں نہیں پنپ سکے ہیں؟

ہماری رائے میں اس کی ایک بڑی وجہ یہ ہے کہ ہماری آبادی کا بڑا حصہ دیہات پر مشتمل ہے اور بحمد اللہ اب بھی ہمارے دیہاتی ماحول پر دینی تعلیم کا اچھا خاصا اثر موجود ہے۔ اس لئے ہمیں اپنا خواندگی پروگرام مرتب کرتے وقت یہ سوچنا ہوگا کہ ہم اپنے معاشرے کی فکری بنیادیں تلاش کریں اور پھر ان کے اوپر خواندگی کی عمارت تعمیر کرنے کی کوشش کریں۔ اس لئے کہ ہر معاشرے کی اپنی فطری و ذہنی بنیادیں ہوتی ہیں جن سے بھرپور فائدہ اٹھایا جا سکتا ہے اس ضمن میں درج ذیل حقائق پر غور کیا جا سکتا ہے۔

۱۔ ۱۹۸۱ء کے اعداد و شمار کے مطابق ہماری شرحِ خواندگی ۲ء۲۶ فیصد تھی جب کہ قرآن کریم کے ساتھ لگاؤ اور مذہبی جذبے کے تحت ہمارے معاشرے کا ایک بڑا حصہ قرآن کریم کی ناظرہ تعلیم کو اپنی مدد آپ کے جذبے کے ساتھ جاری رکھے ہوئے ہے۔ چنانچہ ہمارے ۸ء۳۵ فیصد مرد اور ۴ء۴۱ فیصد خواتین ناظرہ قرآن کریم پڑھے ہوئے ہیں۔ جبکہ شہری آبادیوں میں یہ شرح اور بھی بہتر ہے یعنی مردوں میں ۴۸ فیصد اور خواتین میں ۵۹ فیصد۔ گویا ناظرہ قرآن کریم کی تعلیم کی صورت میں شرحِ خواندگی بڑھانے کی ایک مضبوط بنیاد ہمارے ہاں اب بھی موجود ہے۔

۲۔ قرآن کریم کا رسم الخط نسخ ہے اور اس پر اعراب لگے ہوتے ہیں جس کی وجہ سے اس کی درست تلاوت سہولت کے ساتھ ہو جاتی ہے۔ اب اس حقیقت پر نظر ڈالیں کہ ہماری علاقائی زبانوں سندھی، پشتو وغیرہ کے حروف تہجی بھی بنیادی طور پر عربی زبان ہی سے لئے گئے ہیں۔ اور ہماری قومی زبان اردو میں بھی کثیر تعداد عربی الفاظ رچ بس چکے ہیں۔ اس طرح ناظرہ قرآن پڑھا لینے کے بعد تھوڑی سی کوشش سے اردو یا علاقائی زبانوں کی خواندگی سکھائی جا

سکتی ہے۔ اور تجربہ شاہد ہے کہ ہمارے دیہاتی علاقوں میں بہت سے مرد اور خاص طور پر خواتین بغیر کسی باقاعدہ تعلیم کے صرف ناظرہ قرآن کی بنیاد پر مذہبی کتابوں کا مطالعہ کرتے رہتے ہیں۔ اس کا اندازہ ان دینی کتب کی اشاعت سے بھی لگایا جا سکتا ہے۔ جو ہر سال قومی اور علاقائی زبانوں میں شائع ہوتی ہیں۔ اور ان کی بڑی تعداد شہروں کے تعلیمی ماحول سے پسماندہ دیہاتی ماحول میں فروخت ہوتی ہیں۔

تعلیم بالغاں کے سابقہ تجربوں سے یہ بات منظر عام پر آئی ہے کہ بڑی عمر کے لوگ اس کی طرف راغب نہیں ہوتے۔ لیکن انہیں اگر ناظرہ قرآن کریم اور دینی کتب پڑھنے کی ترغیب دی جائے تو وہ بہت جلد اس طرف مائل ہو جاتے ہیں۔ نیز قرآنی تعلیمات کے لئے باقاعدہ درسگاہوں کی تعمیر کی بجائے مساجد ہمارا مسئلہ بڑی حد تک حل کر سکتی ہیں۔

چنانچہ ان فطری بنیادوں کے وجود سے فائدہ اٹھا کر بہت جلد ہم اپنی قوم کو تعلیم یافتہ اقوام کی صف میں کھڑا کر سکتے ہیں۔ اگر ہم سنجیدگی سے اپنے ذرائع ابلاغ، دانشوروں، علماء اور تعلیمی اداروں کے ذریعے "قرآن پڑھو" تحریک کا اعلان کر دیں تو ہم نہایت سہولت کے ساتھ اپنی شرح خواندگی جلد از جلد بڑھا سکتے ہیں اور اس کے لئے ہمیں بیرونی قرضوں کی ضرورت بھی نہیں ہوگی۔

(جناب ڈاکٹر محمد دین صاحب پشاور)

علامہ افغانیؒ کے علوم و معارف کے ضبط و اشاعت کا اہتمام اور تحریک

علامہ شمس الحق افغانی رحمۃ اللہ علیہ کی شخصیت جس سطح کی تھی اور ظاہری و باطنی کمالات سے مالامال تھی اس کا ادراک آپ جیسے روشن ضمیر اور حضرت موصوفؒ سے قربت و تعلق رکھنے والے حضرات کو بخوبی ہے اور آپ سے زیادہ یہ کون جانتا ہے کہ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے بعد اب ہمیں اور آپ کو کیا کرنا چاہیئے تاکہ اس سے ان کی رُوح مبارکہ بھی خوش ہو اور ہم پسماندگان، اولاد صلبی، شاگردان رشید، خلفائے کرام اور احباب خاص سب کسی حد تک اپنے اپنے فرائض سے عہدہ برآ بھی ہو سکیں گے۔

اِس سلسلہ میں حضرت علامہ افغانی رحمۃ اللہ علیہ کے چند خاص معتمدین قریبی حضرات سے مشورہ کے بعد طے پایا ہے کہ انشاء اللہ العزیز عید الفطر ۱۴۱۴ھ کے فوراً بعد پورے ملک سے حضرتؒ کے احباب خاص اور خلفاء و تلامیذ کو اکٹھا کر کے اس کارِ خیر کا باقاعدہ افتتاح کیا جائے۔ لیکن اس کارِ خیر کی نوعیت کیا ہو؟ اس کی اُٹھان کیسی ہو؟ کن کن شعبوں میں کس طرح کا کام شروع کیا جائے اور کس طرح ان کے علوم و معارف نیز ان کی اصلاحی کوششوں کو مزید آگے بڑھایا جا سکے؟